یا مانز خشک کریں اور یہاں تک کہ صورتیں بہی مسخ ہو جائیں۔ ان صورتوں کے اختیار کرنے سے وہ لوگ بخیال خویش باخدا ہونا چاہتے ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ خدا تو کیا ملنا ہے انسانیت بہی جاتی رہتی ہے مگر ہمارے سیّد کا یہ طریق نہیں ہے بلکہ اسلام نے بہت ہی آسان راہ رکھی ہے اور وہ گنتی کے وہ وادث ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم اب اللہ تعالیٰ نے جو یہ دعا سکھائی ہے تو اس طور پر نہیں کہ دعا تو سکہا دی لیکن سامان کچھ نہیں۔ بلکہ جہاں دعا سکھائی ہے وہاں سب کچھ موجود ہے چنانچہ اگلی سورت میں اس قبولیت کا اشارہ ہے جہاں فرمایا ذالک الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین۔ یہ ایسی دعوت ہے کہ دعوت کا سامان پہلے سے طیار ہے۔

غرض یہ قوی جو انسان کو دیئے گئے ہیں اگر وہ ان سے کام لے تو یقیناً ولی ہو سکتا ہے۔

میں یقیناً کہتا ہوں کہ اس امت میں بڑی قوت کے لوگ آتے ہیں وہ نور اور صدق اور وفا کے لوگ ہیں کوئی شخص اپنے آپ کو محروم نہ سمجھے؟ کیا خدا تعالیٰ نے کوئی فہرست شایع کر دی ہے جو یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ ہمیں حصہ نہیں ملیگا۔ خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے۔ اسکی کریمی کا بڑا گہرا سمندر ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی تلاش کرنیوالا اور طلب کرنے والا محروم نہیں رہا ہے۔ اسلئے تمہیں چاہیئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگو اور اسکے فضل کو طلب کرو۔ ہر ایک نماز میں دعا کیواسطے کئی موقع ہیں رکوع۔ قیام۔ قعدہ۔ سجدہ وغیرہ۔ پھر آٹھ پہروں میں پانچ مرتبہ نماز پڑہی جاتی ہے۔ فجر۔ ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء۔ اور اس پر ترقی کرکے اشراق اور تہجد کی نمازیں ہیں۔ یہ سب دعا ہی کیلئے موقع ہیں۔ اصل غرض اور مغز نماز کا دعا ہی ہے۔ اور دعا خدا تعالیٰ کے قانون قدرت کے موافق ہے۔ عام طور پر دیکھو کہ جب بچہ روتا دہوتا ہے اور اضطراب ظاہر کرتا ہے تو ماں کسقدر بیقرار ہو کر اس کو دودھ دیتی ہے الوہیت اور عبودیت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا جب انسان خدا تعالیٰ کے دروازہ پر گرتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع و خضوع کے ساتھ گرتا ہے اور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے تو الوہیت کا کرم جوش میں آتا ہے اور اس پر رحم کیا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کا دودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے اس لئے اس کے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہئے۔ یہ خیال غلط اور باطل ہے جو کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حضور رونے دھونے سے کچھ نہیں ملتا ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی صفات قدرت و تصرف پر ایمان نہیں رکھتے ہیں اگر وہ حقیقی ایمان پیدا کرتے تو یہ [illegible] کبھی کوئی خدا تعالیٰ کے حضور [illegible] نے بھی توبہ کے ساتھ رجوع

کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنا فضل کیا ہے۔ یہ بالکل سچ ہے جو کسی نے کہا ہے۔ ؎

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نکرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

خدا تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ تم اس کے حضور پاک دل لیکر آ جاؤ۔ صرف اتنی شرط ہے کہ اس کے مناسب حال اپنے آپ کو بناؤ اور وہ سچی تبدیلی جو خدا تعالیٰ کے حضور جانے کے قابل بنا دیتی ہے کرکے دکھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میں عجیب در عجیب قدرتیں ہیں اور اس میں لا انتہا فضل و برکات ہیں مگر ان کے دیکھنے اور پانے کیلئے محبت کی آنکھ پیدا کرو۔ اگر سچی محبت ہو تو خدا تعالیٰ بہت دعائیں سنتا ہے اور تائیدیں کرتا ہے لیکن شرط یہی ہے کہ محبت اور اخلاص خدا تعالیٰ سے ہو محبت ایک ایسی شے ہے کہ انسان کی سفلی زندگی کو جلا کر اسے ایک نیا اور مصفا انسان بنا دیتی ہے۔ پھر وہ وہ دیکھتا ہے جو پہلے نہیں دیکھتا تھا وہ وہ سنتا ہے جو پہلے نہیں سنتا تھا غرض خدا تعالیٰ نے جو کچھ مائدہ فضل و کرم کا انسان کیلئے طیار کیا ہے۔ اس کے حاصل کرنے اور فائدہ اٹھانے کیلئے استعدادیں بھی عطا کی ہیں اگر وہ استعدادیں تو عطا کرتا لیکن سامان نہ ہوتا تب بھی ایک نقص تھا اور یا سامان تو ہوتا لیکن استعدادیں نہ ہوتیں۔ مگر نہیں یہ بات نہیں ہے استعداد بھی دی اور سامان بھی مہیا کیا جیسے خیر اللطیف روٹی کا سامان ہوا دوسری طرف آنکھ۔ زبان۔ دانت اور معدہ دیدیا اور جگر اور امعا کو کام میں لگا دیا۔ اور ان تمام کاموں کا مدار غذا پر رکھدیا۔ اگر معدہ ہی کچھ نہ جاتا تو دل میں خون کہاں سے آتا پھر کلیں کہاں سے ہوتیں

اسیطرح پر سب سے اول اس نے یہ فضل کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اسلام ایسا کامل دین دیکر بہیجا اور آپ کو خاتم النبیین ٹھیرایا اور قرآن شریف ایسی کامل اور خاتم الکتب کتاب عطا فرمائی اور اب قیامت تک نہ کوئی کتاب آئیگی اور نہ کوئی نیا نبی نئی شریعت لیکر آئیگا۔ پھر جو قوی سمجھ اور فکر کے ہیں ان سے اگر ہم کام نہ لیں اور خدا تعالیٰ کی طرف قدم نہ اٹھائیں تو کسقدر سستی اور کاہلی اور ناشکری ہے۔ غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے اس پہلی ہی سورہ میں ہمارے لئے کسقدر مبسوط طریق پر فضل کی راہ بتا دی ہے اس سورہ میں جس کا نام فاتحۃ الکتاب اور ام الکتاب بھی ہے صاف طور پر بتا دیا ہے کہ انسان کی زندگی کا کیا مقصد ہے اور اس کے حصول کی کیا راہ ہے؟

ایاک نعبد گویا انسانی فطرت کا اصل تقاضا اور منشا ہے اور وہ ایاک نستعین کے بغیر پورا نہیں ہوتا ہے لیکن ایاک نعبد کو ایاک نستعین پر مقدم کرکے یہ بتایا ہے کہ پہلے ضروری ہے کہ جہانتک انسان کی اپنی طاقت، ہمت اور سمجھ میں ہو خدا تعالیٰ کی رضامندی کی راہوں کو اختیار کرنے میں سعی اور مجاہدہ کرے اور خدا تعالیٰ کی عطا کردہ قوتوں سے پورا کام لے۔ اور اس کے بعد پھر خدا تعالیٰ سے اسکی تکمیل اور نتیجہ خیز ہونے کیلئے دعا کرے۔

انسانی زندگی کا مقصد اور غرض صراط مستقیم پر چلنا اور اسکی طلب ہے جس کو اس سورۃ میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ یا اللہ ہم کو سیدہی راہ دکہا ان لوگوں کی جنپر تیرا انعام ہوا۔ یہ وہ دعا ہے جو دن رات ہر نماز اور ہر رکعت میں مانگی جاتی ہے۔ اسقدر اسکا تکرار ہی اسکی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ ہماری جماعت یاد رکھے کہ یہ معمولی سی بات نہیں ہے۔ اور صرف زبان سے طوطے کی طرح ان الفاظ کا رٹ دینا اصل مقصد نہیں ہے بلکہ یہ انسان کو انسان کامل بنانے کا ایک کارگر اور خطا نہ کرنے والا نسخہ ہے جسے ہر وقت نصب العین رکہنا چاہیئے اور تعویذ کی طرح مد نظر رہے اس آیت میں چار قسم کے کمالات کو حاصل کرنیکی التجا ہے۔ اگر یہ ان چار قسم کے کمالات کو حاصل کریگا تو گویا دعا مانگنے اور خلق انسانی کے حق کو ادا کریگا اور ان استعدادوں اور قوی کے بھی کام میں لگانے کا حق ادا ہو جائیگا جو اسکو دیگئی ہیں۔

اس بات کو کبھی بہولنا نہیں چاہیئے کہ قرآن شریف کے بعض حصے دوسرے حصص کی تفسیر اور شرح ہیں۔ ایک جگہ ایک امر بطریق اجمال بیان کیا جاتا ہے اور دوسری جگہ وہی امر کہول کر بیان کر دیا گیا ہے گویا دوسرا پہلے کی تفسیر ہے۔ پس اس جگہ جو یہ فرمایا۔ صراط الذین انعمت علیھم تو یہ بطریق اجمال ہے لیکن دوسرے مقام پر منعم علیہم کی خود ہی تفسیر کر دی ہے من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین۔ منعم علیہ لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں نبی۔ صدیق۔ شہید اور صالح۔ انبیاء علیہم السلام میں چاروں شانیں جمع ہوتی ہیں کیونکہ یہ اعلے کمال ہے۔ ہر ایک انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ ان کمالات کے حاصل کرنے کیلئے جہانتک مجاہدہ صحیحہ کی ضرورت ہے اس طریق پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے دکہایا ہے کوشش کرے۔

میں یہ بھی تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ بہت سے لوگ ہیں جو اپنے تراشے ہوئے وظائف اور اوراد کے ذریعہ سے ان کمالات کو حاصل کرنا چاہتے ہیں یا خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں لیکن میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو طریق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اختیار نہیں کیا وہ محض فضول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر منعم علیہ کی راہ کا سچا تجربہ کار اور کون ہو سکتا ہے جن پر نبوت کے بھی سارے کمالات ختم ہو گئے۔ آپ نے جو راہ اختیار کی ہے وہ بہت ہی صحیح اور اقرب ہے۔ اس راہ کو چھوڑ کر اور ایجاد کرنا خواہ وہ بظاہر کتنا ہی خوشکن نظر آتا ہو **میری رائے میں ہلاکت ہے اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر ایسا ہی ظاہر کیا ہے۔**

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے **سچے اتباع سے خدا ملتا ہے۔** اور آپکے اتباع کو چھوڑ کر خواہ کوئی ساری عمر ٹکریں مارتا رہے گوہر مقصود اسکے ہاتھ میں نہیں آ سکتا چنانچہ سعدی بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی ضرورت بتاتا ہے

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
و لیکن میفزائے بر مصطفیٰ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ کو تو چھوڑ دیتے ہیں اور ہر قسم کے وظیفے لوگوں نے ایجاد کر لئے ہیں الٹے سیدہے لٹکتے ہیں اور جوگیوں کی طرح راہبانہ طریقے اختیار کئے جاتے ہیں لیکن یہ سب بے فائدہ ہیں انبیاء علیہم السلام کی یہ سنت نہیں کہ وہ الٹے سیدہے لٹکتے رہیں یا [illegible] ذکر کریں اور [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی لئے اسوہ حسنہ فرمایا۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلو اور ایک ذرہ بہر بہی ادہر یا ادہر ہونے کی کوشش نہ کرو۔

غرض منعم علیہم لوگوں میں جو کمالات ہیں اور صراط الذین انعمت علیھم میں جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے انکو حاصل کرنا ہر انسان کا اصل مقصد ہے اور ہماری جماعت کو خصوصیت سے اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کرنے سے یہی چاہا ہے کہ وہ ایسی جماعت طیار کرے جیسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طیار کی تھی تاکہ اس آخری زمانہ میں یہ جماعت قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور عظمت پر بطور گواہ ٹھیرے۔

ان کمالات میں سے جو منعم علیہم کو دیئے جاتے ہیں پہلا کمال نبوت کا کمال ہے جو سب سے اعلیٰ مقام پر واقع ہے ہمیں افسوس ہے کہ وہ الفاظ نہیں ملتے جنمیں اس کمال کی حقیقت بیان کر سکیں۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جسقدر کوئی چیز اعلیٰ ہو اسکے بیان کرنے کیواسطے اسیقدر الفاظ کمزور ہوتے ہیں اور **نبوت** تو ایسا مقام ہے کہ انسان کیلئے اس سے بڑھکر اور کوئی درجہ اور رتبہ نہیں ہے تو پھر کیونکر بیان ہو سکے مختصر اور ناکافی طور پر ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ انسان جب سفلی زندگی کو چھوڑ دیتا ہے اور بالکل سانپ کی کینچلی کی طرح اس زندگی سے الگ ہو جاتا ہے۔ اس وقت اسکی حالت اور ہو جاتی ہے وہ بظاہر اسی زمین پر چلتا پھرتا کہاتا پیتا ہے اس پر قانون قدرت کا ویسا ہی اثر ہوتا ہے جیسا دوسرے لوگوں پر لیکن باوجود اسکے بھی وہ اس دنیا سے الگ ہوتا ہے وہ ترقی کرتے کرتے اس مقام پر جا پہنچتا ہے جو **نقطہ نبوت** کہلاتا ہے اور جہاں وہ خدا تعالیٰ سے مکالمہ کرتا ہے۔ یہ مکالمہ یوں شروع ہوتا ہے کہ جب وہ نفس اور اسکے تعلقات سے الگ ہو جاتا ہے تو پھر اسکا تعلق اللہ تعالیٰ ہی سے ہوتا ہے اور اسی سے وہ مکالمہ کرتا ہے۔ انسان کی فطرت ایسی واقع ہوئی ہے کہ یہ کبھی نکما اور بیکار نہیں رہتا اور یہ نفس کلام سے بہی کبہی فارغ نہیں ہوتا ہے۔ نفس اور شیطان سے ہی اس کا مکالمہ شروع رہتا ہے اگر کوئی اور بات کرنے والا نہ ہو بعض اوقات لوگ دیکھتے ہیں کہ وہ بالکل خاموش رہتا ہے لیکن درحقیقت وہ خاموش نہیں ہوتا اسکا سلسلہ کلام اپنے نفس سے شروع ہوتا ہے اور بعض اوقات وہ بہت ہی لمبا ہوتا ہے اور شیطانی تحریک سے خود لمبا کرتا ہے۔ اور یہ [illegible] ہونے رہتا ہے۔ یہ سلسلہ کلام کبھی خیالی فسق کے رنگ میں ہوتا ہے اور کبھی بیہودہ اور جہوٹی تمناؤں کے رنگ میں اور اسکے وہ کبھی فارغ نہیں رہتا جب تک کہ اس سفلی زندگی کو چھوڑ نہ دے۔ یہ بہی یاد رکھو کہ اس قسم کے خطرات اور خیالات کا سلسلہ جو لمبا نہیں ہونے دیتا اور ایک معمولی خیال کیطرح آکر دل سے دور ہو جاتے ہیں.........

استفسارات اور اُن کے جواب

الحکم مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۴ء میں آپ نے آیت وَاِذَا الْمَوْءٗدَۃُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ کے متعلق لکھا ہے کہ اس آیت میں انسداد دختر کشی کا ذکر ہے اور اس کا تعلق مسیح موعود کے زمانہ سے ہی۔

جواب الحکم ۔ مسیح موعود کی شرائط میں سے انسداد دختر کشی کی شرط کا ذکر احادیث میں مذکور نہیں ہے اور نہ اس سورۃ تکویر میں مسیح موعود کا نام ہے اور نہ ایسا استنباط ہو سکتا ہے۔ یہ آپکا استنباط کہاں تک ثابت ہوتا ہے۔ اس آیت کے آگے ذرہ آپ غور فرماویں جہاں لکھا ہے وَاِذَا الْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ وَاِذَا الْجَنَّۃُ اُزْلِفَتْ یعنی جب دوزخ بھڑکائی جاوے گی اور بہشت نزدیک کیجاویگی تب وَاِذَا الْمَوْءٗدَۃُ سُئِلَتْ کا وقت ہو گا۔ پس دوزخ کا کفار کیلئے بھڑکایا جانا اور بہشت کا ابرار کیلئے نزدیک کیا جانا قیامت ہی میں واقع ہو گا۔

پس یہ آیت وَاِذَا الْمَوْءٗدَۃُ سُئِلَتْ اور اس کے ماقبل و مابعد کی آیات کا تعلق قیامت سے وابستہ ہے۔

(ناظر الحکم)

چند دلچسپ سوالات

برادرم ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ سوالات میں انکو درج اخبار فرما کر جواب لکھو مین

(۱) رسول کریم صلعم نے پیشگوئی فرمائی ہے آنے والا مہدی میرا ہمنام ہو گا اور میری ہی قبر میں دفن ہو گا اس کے والدین میرے والدین کے ہمنام ہوں گے جس سے صاف کہتا ہے کہ خود حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی دوبارہ بروزی رنگ میں تشریف لانیوالے ہیں۔ اب یہ سوال ہے کہ جب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کل انبیاء سے افضل ہیں تو کیا وجہ ہے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو وہی محمد صلعم ہیں تمام انبیائے کرام سے افضل نہ ہو۔

(۲) پارہ ۲۶ سورۃ الاحقاف رکوع ۴۔ اور سورۃ جن کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم پر جن بھی ایمان لاسکتے اور وہ بھی ہماری طرح قرآن شریف کے تابع ہیں۔ لا محالہ انکو بھی کسی مسیح موعود کا انتظار ہو گا۔ اب چونکہ مسیح موعود نازل ہو چکا ہے اس لئے میں پوچھتا ہوں کہ انہیں بھی تبلیغ ہوئی ہے یا نہیں۔ حضور مہدی معہود کے کسی کلام میں جنوں میں تکمیل اشاعت دین کا ذکر نہیں اور نہ کوئی ایسی وحی نازل ہوئی ہے بلکہ ایک بار آپنے فرمایا تھا کہ ہمیں جنوں کی نسبت کچھ بھی معلوم نہیں ہاں انکی ہستی پر ایمان ہے۔ اس سوال کا جواب ضروری ہے۔

(۳) لو تقوّل علینا الآیۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مدعی کاذب ۲۳ سال سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا کیونکہ اللہ تعالے کسی مفتری کو اتنی مہلت نہیں دیتا۔ ورنہ حق اور باطل میں کوئی تمیز نہیں ہو سکتی۔ اب دیکھئے بہاء اللہ جس نے مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ ۱۲۶۳ء میں کیا وہ ۱۳۰۹ء تک زندہ رہا اور آخر دم تک اسی دعوےٰ پر قائم رہا اور اسے نہیں ہیضہ وغیرہ الٰہی بتاتا رہا کیا وہ مفتری اور کاذب نہ تھا۔

(احمدی گجراتی)

جوابات استفسار

واضح ہو سورۃ تکویر کے ابتداء سے لیکر عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا اَحْضَرَتْ تک غور سے ملاحظہ فرماویں آخری زمانہ کے علامات اس میں بیان کئے گئے ہیں اور یہ آیات نقلاً و عقلاً و باستشہاد دیگر آیات قرآنیہ کس عمدگی کے ساتھ چسپاں ہو سکتے ہیں پہلے ہم لفظی ترجمہ لکھیں گے اور پھر ان آیات کا مطلب بیان کریں گے۔ سو وہ یہ ہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْکَدَرَتْ وَاِذَا الْجِبَالُ سُیِّرَتْ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ وَاِذَا الْمَوْءٗدَۃُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ وَاِذَا السَّمَآءُ کُشِطَتْ وَاِذَا الْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ وَاِذَا الْجَنَّۃُ اُزْلِفَتْ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا اَحْضَرَتْ۔ ترجمہ ۔ جب سورج لپیٹا جاوے اور جب ستارے گدلے ہو جاویں اور جب پہاڑ چلائے جاویں اور جب جنگل جانور اکٹھے کئے جاویں اور جب دریا چلائے جاویں اور جب نفوس آپس میں ملائے جاویں اور جب زندہ درگور کردہ دختر کا مواخذہ ہو کہ وہ کس گناہ پر ماری گئی اور جب کتابیں اخبارات رسالے اشتہارات شایع کئے جاویں جب سما کا چھلکا اتارا جاوے یعنے آسمانی اجرام کی پوشیدہ تحقیق کی جاوے یعنی جب اجرام سماوی کے احوال کا انکشاف ہو اور جب دوزخ بھڑکائی جاوے اور جب بہشت نزدیک کی جاوے۔ تب جان لیگی ہر انسانی نفس اس خیر و شر فساد و صلاح کو جو کچھ اس کے جنس نفس انسانی نے دنیا میں پیش کیا۔

مطلب ۔ مفسرین نے سورج کے لپیٹا جانے اور ستاروں کے میلے ہونے سے روشنی کا مادہ مراد رکھا ہے۔ واقعی یہ معنے ٹھیک ہیں۔ یہاں بھی شمس سے مراد اسلام اور ستاروں سے مراد علمائے اسلام ہے اور اس موقعہ پر شمس نجوم کے معنے بھی مناسبت رکھتے ہیں قرآن و احادیث میں مجازاً شمس نجوم کو عظیم الشان انسان و اسلام سے تشبیہ دی گئی ہو کما قال اللہ تعالیٰ۔ اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْہِ یٰٓاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُہُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ۔ ترجمہ ۔ جب کہا یوسف نے اے میرے باپ تحقیق میں نے دیکھا گیارہ ستاروں اور آفتاب و ماہتاب کو کہ مجھو سجدہ کرتے ہیں اور حدیث میں آیا ہے۔ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ ترجمہ ۔ میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جسکی تم اقتدا کروگے ہدایت پاؤگے۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے لَا یُغْلَقُ بَابُ التَّوْبَۃِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِہَا ۔ ترجمہ ۔ توبہ کا دروازہ مسدود نہیں ہو گا جب تک آفتاب اپنی جائے غروب سے دوبارہ طلوع نہ کرے۔

مطلب ۔ ابتداء میں تیرہ سال کے بعد رسول صلعم کا مکہ معظمہ سے نکالا جانا گویا مکہ میں سے شمس اسلام کا غروب ہونا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فتح کے وقت مکہ میں داخل ہونا گویا شمس اسلام کا دوبارہ اپنی جائے غروب سے طلوع کرنا تھا۔ اور اسوقت کفار مکہ کیلئے توبہ کا دروازہ بند ہو گیا تھا اور ان کا ایمان قبول نہ ہوا تھا۔ کما قال اللہ تعالیٰ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھٰذَا الْفَتْحُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ قُلْ یَوْمَ الْفَتْحِ لَا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِیْمَانُہُمْ وَلَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ فَاَعْرِضْ عَنْہُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّہُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ۔ ترجمہ ۔ کفار کہتے ہیں کہ تمہاری پیشگوئی فتح مکہ کی کب پوری ہوگی۔ فتح مکہ کا کیا نشان ہو گا بتاؤ ہم کو اگر تم سچے ہو۔ کہدے اسے محمد صلعم فتح مکہ کا یہ نشان ہو گا کہ کافروں کا اس دن ایمان لانا اور توبہ کرنا قبول نہ ہو گا اور اس دن ان کیلئے توبہ کا دروازہ بند ہو گا جو کفار قبل از فتح مکہ پیغمبر کو ایذا دیتے رہے وہ اسدن مارے جاویں گے ان کو بہت مہلت دی ہے پیغمبران کفار سے روگردان ہو کر ہماری امداد کا منتظر رہ وہ بھی یعنے کفار بھی اب اس نشان کے دیکھنے کے منتظر ہیں اسلام وغیرہ کا وجود توام ہیں آنحضرت کا مکہ سے نکالا جانا گویا شمس اسلام کا مکہ میں غروب ہونا تھا اور آنحضرت صلعم کا بنصرت و امداد ایزدی بشان و شوکت و فتح اسلام مکہ میں دوبارہ داخل ہونا گویا آفتاب کا اپنی جائے غروب سے طلوع کرنا تھا اس حدیث کا یہ مطلب صاف معلوم ہوتا ہے اور قرآن و حدیث نے اس مطلب کو قبول کیا ہے۔ آسمانی آفتاب کا کوئی مغرب اس قسم کا قرار نہیں دیا جا سکتا جیسا کہ ظاہر لوگ سمجھ رہے ہیں اور کہتے ہیں۔ ؎

توبہ را از جانب مغرب درے
باز باشد تا قیامت بر ورے

اور نہ اس حدیث کا وہ مطلب ہے جو وکیل اخبار امرتسر میں میرے ایک سوال پر مولوی عبد السلام رفیق نے جواب لکھا تھا۔ مولوی صاحب موصوف نے صرف عقلی دلائل پر زور دیا تھا اور کوئی آیت و حدیث پیش نہیں کی تھی۔

ہمیں بہرحال اپنی عقول کو کلام الٰہی قرآن کریم و احادیث نبویہ کے تابع کرنا چاہئے۔ اگر ہم طلوع الشمس من المغرب والی حدیث کا یہ مطلب سمجھیں کہ قبل از زمان کہ آفتاب آخر سیارہ خلقت ہو جاکر طلوع کرے جیسا کہ مولوی عبد السلام رفیق صاحب نے عقلاً بیان کیا ہے یا کہ یہ سمجھیں کہ قبل از زمان کہ آفتاب اپنی روزانہ مغرب ہی پلٹ کے ظاہر خیال کے مطابق دوبارہ طلوع کرے اور ہر آدمی کو آفتاب مغرب کی طرف سے دوبارہ لوٹتا ہوا معلوم ہو۔ اسوقت تک توبہ کا دروازہ بند نہ ہو گا۔ تو اس خیال و اعتقاد کو قرآن کریم کی بہت سی آیات مبینہ و احادیث نبویہ رد کر رہی ہیں کیونکہ قبل از انکہ طلوع الشمس من المغرب لوگوں کو بظاہر نظر آوے دنیا میں کئی بار توبہ کا دروازہ بند ہو چکا ہے فرعون کیلئے توبہ کا دروازہ قبل اس واقعہ موہومہ کے بند ہو چکا ہے کفار مکہ موذیان محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے قبل ازیں مسدود ہو چکا ہے۔ اور کئی ایسے واقعات ہیں۔ فاعتبروا۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول میں بھی اسلام کو شمس سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ؎

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا
اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

یعنے پہلے لوگوں کے آفتاب غروب ہو گئے ہیں اور ہمارا آفتاب ہمیشہ چمکتا رہیگا۔ اس جگہ پہلے لوگوں کے آفتابوں سے مراد ادیان و ملل منسوخہ ہیں اور ہمارے آفتاب سے مراد اسلام ہے۔ ہمارے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی خطبہ الہامیہ میں اسلام کو شمس سے تشبیہ دی ہے۔

الغرض اذا الشمس کورت واذا النجوم انکدرت کا مطلب یہ ہے کہ جبکہ آفتاب اسلام مخالفوں کے حملوں سے محجوب و مستور ہو جاوے اور فسق و فجور و گمراہی بدعتیں پھیل جاوے اور اسلام کا نزدلوں سے کم ہو جاتے اور جب ملوکان اسلام یعنے علماؤں کا حال مکدر و تاریک ہو جاوے اور وہ دنیاوی خواہشات و حرص پر جھک جاویں۔ وَاِذَا الْجِبَالُ سُیِّرَتْ ۔ اور جب پہاڑ چلائے جاویں اور پہاڑوں کا سیر کیا جاوے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ریلوے تیار کرنے کیلئے کسقدر زمینی پہاڑ صاف کئے گئے اور کیسے سرنگوں سے اور اُڑائے گئے ہیں اور پہاڑ اور جنگل درختوں کی جو اس زمانہ میں حفاظت و نگاہداشت ہوتی ہے اور نقارے پر ہر پہاڑ و ہر جنگل کے بوٹے بوٹے گنتے پھرتے ہیں اس سے انکی سیر و گشت کا بھی اندازہ لگ سکتا ہے۔ اور خدا کی کلام کی بھی تصدیق زیادہ ہوتی ہے۔ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۔ اور جب دس مہینے کے احرسے اونٹنیاں اور اونٹ بیکار ہو جاویں۔ عرب میں باربرداری و سواری کا وسیلہ صرف اونٹ ہیں اب انکی بیکاری کا وقت وہاں بھی آپہونچا حجاز میں آجکل ریلوے کی تیاری بڑے زور سے ہو رہی ہے۔ حدیث میں آیا ہے وَیُتْرَکُ الْقِلَاصُ فَلَا یُسْعٰی عَلَیْہَا ۔ یعنے مسیح موعود کے زمانہ میں اونٹ کی سواری متروک ہو جاویگی۔ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۔ اور جب فساق و فجار کی محفلیں اور جلسے ملاہی اور چڑیا خانہ اور عجائب خانہ کی

نوٹ ؎ اس آیت میں شمس سے مراد یعقوب علیہ السلام اور گیارہ ستاروں سے مراد یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائی ہیں ؎ اس جگہ شمس سے مراد فتح اسلام یا اسمیں حضرت محمد علیہ السلام ہیں ؎ عشار ۔ دس مہینے کی گابھن ونگلہ دار اونٹنی کو کہتے ہیں ۔ جیسے نقاص بھی اونٹنی کو کہتے ہیں۔ اونٹنی کا لفظ اسلئے استعمال ہوا کہ معلوم ہو جاوے کہ یہ واقع قیامت سے تعلق نہیں رکھتا قیامت میں کوئی چیز گابھن نہ رہیگی ۔ کما قال اللہ تعالیٰ وتضع کل ذات حمل حملہا ۔ یعنے ہر حاملہ کا حمل گرجاویگا قیامت

رسوم کا رواج ہو۔ یعنے جب بادشاہ و امراء جنگلی اور وحشی جانورون کو اکٹھا کرین اور چڑیا خانہ کی رسم جہان مین مروج ہو۔ یہ رواج قبل ازین ایسا نہ تھا جیسا کہ آجکل ہے۔ مفسرون نے ان واقعات کو قیامت کے متعلق لکھا ہے مگر کچھ سمجھے نہین اس وقت جانورون کا اکٹھا ہونا اور گابھن اونٹنیون کا معطل ہونا کیسا قیامت صرف انسانون کیلئے ہوگی قیامت مین جانورون کا جمع ہونا کیا ضرورت۔ جب پہاڑ بھی جو زمین کی پشت و پناہ اور اسکی میخین ہین وہ بھی صاف کئے گئے اور اون کا نام و نشان بھی دنیا و زمین اور اوس کا ٹھہرنا کسطرح ہو سکتا ہے کیونکہ خداوند تعالیٰ نے قرآن مین صاف فرمادیا ہے وَجَعَلْنَا الْجِبَالَ أَوْتَادًا یعنے پہاڑون کو زمین کے تھامنے اور اس کے سہارے کیلئے ہم نے میخین بنایا ہے جب زمین کی میخین نہ رہین گی تو پھر زمین کا کیا حال ہوگا جانور کہان ہون گے جو جمع ہون گے گیا بھن اونٹنیان کہان جو باوجود ایسے خوفناک زلزلہ کے ابتک زندہ رہکر بیکار رہیگی ہوگی۔ ایک مولوی صاحب نے اپنے ترجمہ القرآن مین اس آیت کے ترجمہ پر حاشیہ چڑھایا ہے کہ بباعث ہنگامہ قیامت جنگل کے جانور آبادیون مین آکر اکٹھے ہو جاوینگے اور پناہ ڈھونڈینگے۔ برین عقل و دانش بباید گریست

گر ہمین مکتب است و ہمین ملا۔
کار طفلان تمام خواہد شد۔

کیا انسانون کے بنائے ہوئے گھر کوٹھے اور محل و بازار اوس وقت پہاڑون کی نسبت زیادہ مضبوط ہونگے جو پہاڑ تو اوڑ جاوینگے مگر دیہی کی پختہ عمارتین محفوظ رہین گی۔

وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ اور جب دریا چلائے جاوین گے کیمیاوی اور انجینئرنگ علوم سے ثابت ہوا ہے کہ سمندرون کی تعلق ہے جس پانیون کا وہ ادھر ادھر رو نفوذ ہو کر رہتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کو بہا دیا جاوے کہ جب ان علوم کا انکشاف ہو کر سمندرون کے پانی چلتے ہین۔

وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ۔ اور جب نفوس ملائے جاوین یعنے جب ٹیلیگراف کے ذریعہ دور دراز ممالک کے لوگون کا آپسمین میل ملاقات بکثرت ہو۔ ٹیلیفون تار کے ذریعہ دو شخص ہزارہا میل کے بعد و دوری سے گویے آپسمین میل ملاقات اور بات چیت ایک منٹ مین کر لیتے ہین گویا کہ نفوس آپسمین ملائے گئے ہین۔ وَإِذَا الْمَوْؤُودَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ اور جب زندہ درگور کی گئی دختر کی بابت مواخذہ ہو کہ اس کو کیون اور کس گناہ پر مارا جانا قرار دیا ہے۔ اوس کی تشریح ہم سابقہ نمبر مورخہ ... نمبر کے الحکم مین مفصل لکھ چکے ہین کہ یہ آیت انسداد دختر کشی کے متعلق ہے اور اس کا تعلق اسی زمانہ سے ہے۔

وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ اور جب کتابین اور رسالے و اخبارات و اشتہارات عام شائع ہو کر پھیلین و کوچہ بکوچہ کاغذ کی ریل پیل ہو جاوے اور روزانہ و ہفتہ وار ڈاک خانے کھل جاوین اور پوسٹ مین خطوط و مراسلات و اخبارات کو ہر جگہ تقسیم کرتے پھرین اس آیت مین کثرت پریسون اور مطبعات کیطرف اشارہ ہے۔ وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ۔ اور جب آسمان کا چھلکا اوتار دیا جاوے اور پوری تحقیق کیجاوے یعنے جب اجرام سماوی کے احوال منکشف ہون اسی زمانہ مین معلوم ہوا ہے کہ ستارون مین آبادی ہے۔ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ۔ اور جب دوزخ بھڑکائی جاوے۔ طاعون کی طرف اشارہ ہے جو اس زمانہ مین تمام دنیا مین پھیلی جاتی ہے۔ صحیح مسلم اور کتب معتبرہ منزلۃ الیہ [?] مین اس طاعون کا ذکر آچکا ہے کہ بکثرت پھیلیگی یہ بھی دنیا مین ہی دوزخ کا نمونہ پیش کیا گیا ہے اور مسیح موعود کے الہام سے واضح ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے اس کو دوزخ سے تشبیہ دی ہے چنانچہ فرمایا۔ يَأْتِي عَلَى جَهَنَّمَ زَمَانٌ لَيْسَ فِيهَا أَحَدٌ یعنے دوزخ پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ اسمین کوئی گرفتار نہین رہیگا۔ طاعون کے بارے مین ہے یعنی ایک زمانہ آویگا کہ اسمین کوئی گرفتار نہین رہیگا .... یعنے ایک زمانہ آویگا کہ طاعون جہان سے گم ہو جاویگی۔

وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ۔ اور بہشت نزدیک کیجاویگی۔ قرآن کریم سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صلحا و ابرار کیلئے بہشتی زندگی دنیا مین سے ہی شروع ہوتی ہے کما قال اللہ تعالیٰ۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ وقال يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي۔ ترجمہ جو عمل کرے نیک خواہ مرد ہو یا عورت اور اس کا اعتقاد خداوند تعالیٰ کے فرمودہ کے مطابق پختہ ہو ہم اس کو ایک پاک زندگی دین گے اور ہم ایسے لوگون کو اچھا بدلہ دیا کرتے اور دوسری جگہ فرمایا اے خداوند تعالیٰ کی محبت و دانش مین آرام پانے والے نفس پھر اپنے پروردگار کی طرف خوشی سے وہ تجھ سے راضی و خوش ہو میرے جنتی بندون اور میری بہشت مین آکر داخل ہو جا۔

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک پرانا الہام ہے۔ يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔ یعنے اے آدم وقت یعنے اے مسیح موعود داخل ہو تو اور تیرے ساتھی و احباب بہشت مین۔ بہرحال مسیح موعود کا انکار سوزش دوزخ دنیاوی و آخروی کی خبر اور مسیح موعود کا اتباع قرب جنت دنیاوی و آخروی کی بشارت دیتا ہے۔ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَا أَحْضَرَتْ یعنی جان لیگی ہر نفس جو کچھ اسکی جنس یعنی نفس انسانی نے خیر و شر نقص و کمال حاصل کیا تھا۔ احضرت فرمایا کیونکہ ساری علامات جو اس زمانہ مین موجود ہوئی ہین ان کا احضار نفس انسانی کے ذریعہ ہوا۔ مقابلہ کے امتحانات مین ہر نفس کے جوہر و کمالات کا تمیز ہو جاتا ہے کسی سے پوشیدہ نہین۔ الغرض یہ سارے نشانات مسیح موعود کے زمانہ سے تعلق رکھتے ہین اور ایک دوسرے کے مددگار ہین مسیح موعود کا نام جو ان نشانات کے متعلق ذکر کیا گیا وہ حدیث نبوی يُتْرَكُ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعَى عَلَيْهَا کے ضمن مین مذکور ہے گویا اس حدیث مین وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ کی تفسیر کی گئی ہے۔ پس جبکہ اس حدیث نے صراحتاً ذکر کر دیا کہ یہ آیت مسیح موعود کے زمانہ سے متعلق ہے تو دوسری آیات بھی عقلاً و نقلاً اسی کے ضمن مین سیاقاً و قرینۃً اس زمانہ کی گواہی دیتے ہین۔ والسلام۔

(خاکسار محمد فضل خان چنگوی)

جوابات دلچسپ سوالات

(۱) اس سوال کا جواب حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی نے رقیمۃ الوداد مین الحکم کے سابقہ نمبرون مین بوجہ احسن مفصل لکھدیا ہے۔ الحاجت اعادہ کی ضرورت نہین۔ البتہ بطریق اجمال معروض ہے۔ لقد سئل من ابن سیرین رح ما تقول فی امام الہمام المہدی المعہود قال ھو افضل من بعض الانبیاء۔ ونحن نعتقد کذالک۔ وانما یعطی المنصب والرتبۃ والمکانۃ والقرب والفضیلۃ بحسب الخدمۃ والعمل فقابلوا الخدمۃ والعمل بخدمۃ المہدی امام الہمام خلیفۃ اللہ الرحمن بخدمۃ الاولین کانت بعثۃ الانبیاء السابقین فی الازمنۃ الماضیۃ لامم المحدودۃ والمخصوصۃ کما بعث عیسی علیہ السلام الی بنی اسرائیل فقط کما قال اللہ تعالیٰ ورسولا الی بنی اسرائیل کما جاء فی حق یونس ع وارسلناہ الی مائۃ الف او یزیدون وکذا کانت بعثۃ لوط وشعیب ویوسف وصالح وغیرہم علیہم الصلوۃ والسلام وکانت بعثۃ خاتم الانبیا محمد الرسول اللہ صلعم الی جمیع الامم ففضلہ اللہ تعالیٰ علی الرسل لعظمۃ الخدمۃ والعمل الم تعلموا ان قائد جمیع العساکر یکون اعلیٰ رتبۃ ومکانۃ من الضباط ممن دونہ فالامام الہمام السید المسیح الموعود والمہدی المسعود علیہ الصلوۃ والسلام مامور لتکمیل دعوۃ جمیع الامم الارضیۃ فتاملوا مکانتہ۔ واحفظوا من اتباع الاوہام المتوارثۃ التی لیس لہا سند فی الکتاب والسنۃ وان اللہ یوتی الفضل والفضیلۃ لمن یشاء لا راد لفضلہ وھو ذو الفضل العظیم۔

ترجمہ۔ یعنے ابن سیرین سے کسی نے پوچھا کہ آپ امام آخر الزمان مہدی علیہ السلام کی فضیلت کے بارے مین کیا رائے رکھتے ہین فرمایا وہ تو بعض نبیون سے بھی افضل ہوگا۔ ہمارا بھی اعتقاد ہے۔ منصب اور مرتبہ اور قرب و فضیلت خدمت اور کام کے لحاظ سے ملتا ہے جسقدر کسی کا کام اور خدمت زیادہ ہو اوسیقدر مرتبہ و منصب ہوتا ہے پھر اس لحاظ سے خلیفۃ اللہ علیہ السلام کی خدمت و کام کا مقابلہ پہلون سے کرکے اوسکی فضیلت سمجھ لو۔ گذشتہ زمانون مین سابقہ انبیاء کی بعثت محدود و مخصوص امتون کیلئے ہوتی تھی جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل ہی کیطرف مبعوث و مامور ہوئے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا۔ ورسولا الی بنی اسرائیل۔ یعنی مسیح صرف بنی اسرائیل کی ہدایت کیلئے بھیجا گیا ہے اور جیسا یونس علیہ السلام کے حق مین آیا ہے کہ بھیجا ہم نے اس کو لاکھ یا کچھ اس سے زیادہ آدمیون کی طرف ایسا ہی لوط و شعیب و یوسف و صالح علیہم السلام صرف ایک ایک قوم کیلئے تھے اور خاتم الانبیا محمد رسول اللہ صلعم دنیا کی ساری قومون کیلئے مامور و مبعوث ہوئے اس لئے خداوند تعالیٰ نے آنحضرت کو سب انبیاء پر فضیلت دی ہے کہ آپکی خدمت و کام زیادہ تھا۔ کیا یہ بات معلوم نہین کہ کمانڈر انچیف کا مرتبہ جنرل و کرنل ماتحت افسرون سے بڑا ہوتا ہے پس امام الہمام مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام محمد رسول اللہ کی نیابت سے ساری اقوام دنیا کی دعوت کیلئے مامور ہین لہذا آپ ان کا مرتبہ بھی سمجھ سکتے ہین مروجی وہمون کی پیروی کرنا لازم نہین کیونکہ جس بات کی سند کتاب و سنت مین نہ ہو وہ قابل اتباع نہین ہوتی بزرگی و فضیلت خداوند تعالیٰ کے ہاتھ مین ہے جس کو چاہے اس کو فضیلت عطا کر دیتا ہے وہ بڑی فضیلت کا مالک ہے۔

قوم جن

(۲) يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ۔ یعنے اے جن اور انسان کے گروہ کیا تم کو حق و باطن سمجھانے کیلئے تمہاری ہی جنس سے میری طرف سے رسول و مامور نہ آئے تھے اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہر مخلوق کیلئے جو رسول خداوند تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوتے ہین وہ اسی مخلوق کی ہی جنس سے ہوتے ہین جس مخلوق کی دعوت کیلئے مامور ہوتے ہین پس محمد رسول اللہ صلعم بھی انسان اور بشر تھے اور تمام دنیا کی انسانون کی دعوت کیلئے مامور تھے سورہ جن وغیرہ مین قوم جن کا ذکر ہے جنمین سے کئی اشخاص اسلام مین داخل ہوئے تھے اور وہ قوم اور اسکی شاخین عرب مین ابتک موجود ہین انسانی دنیا مین کسی قوم کا نام و لقب جن ہونا عجب انگیز بات نہین۔

ضلع راولپنڈی کی تحصیل گوجر خان مین [?] کے مسکن علاقہ چنگا اور شہر قاضیان و [?] کے درمیان ایک بڑی قدیمی قوم کا نام جنجال ہے جس کے معنے مین جنون کی آل و اولاد۔ مگر یہ وہ اس پوشیدہ وہمی مخلوق کی اولاد نہین جو انسانی نظرون سے غائب ہین۔ کلا۔ بلکہ وہ انسانی گروہ کی اولاد مین۔ کسی مورث اول کے نام یا کسی وجہ سے یہ نام مشہور ہو گیا قدیمی کتب مین عرب کی قوم بنی جن کا ذکر آیا ہے و ایام جاہلیت کے عربی اشعار مین بعض افراد انسانی پر جن کا لفظ کا استعمال ہوا ہے۔ مثلاً ابو نواس شاعر کہتا ہے

ع وَكَانَ مِنَّا الضَّحَّاكُ يَعْبُدُهُ الْجَامِلُ وَالْجِنُّ فِي مَحَارِيبِهَا

ترجمہ ضحاک ہم مین سے تھا جسکی اطاعت و بندگی یعنے رو پیا [?] اور جن یعنے بدوی اپنی محرابون مین کرتے تھے۔ اخفش کہتا ہے کہ

جنگ کی مخالفت

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

باب (۱۲)

مین نے ابھی اوپر والا مضمون بھیجا ہی تہا کہ روسی لوگون پر ایک نئی آفت لاحق ہونے کی خبر آئی کہ جو غلاتون کے غلام اور ان کے بڑے بڑے مدارج کے جرنیل مسکلف یونیفارمون سے لیس ہو کر کوئی نیا تمغہ یا رتبہ یا دم چھلا حاصل کرنے کے واسطے میدان کارزار مین نکلے تہے ملعونہ جنگ اہل ہوئے۔ انکی جانون کے ضائع ہونے کا تو کسی کو ذرہ بہی رنج نہین البتہ انکی جگہ پر اور لوگون کو سر کٹانے کے لئے بہیجنے کی فکر لاحق ہوئی ہے۔

روسیون کی یہ شکست مشرقی فن کی نظر سے ان کے بودہ پن پر استدلال کرتا ہے جملہ آور دشمن روسیون کی ایک بڑی تعداد کو اسطرح گہیر لیا جسطرح کہ بوچڑ خانہ مین مویشی بند کئے جاتے ہین۔ اور وجہ یہ ہوئی کہ ایک جرنیل کا حکم دوسرے جرنیل کی سمجھ مین نہین آیا تہا۔ اور جن بیچارون کو بہاگنے کی راہ نہ ملی۔ انکی لاشون کے انبار لگ گئے اور اسی اثنا مین جب ظالم و سفاک روسی نے جاپانیون کی ایک تعداد کو سمندر مین ڈبو دیا تہا۔ اسکی بڑی سرائی ہو رہی ہے۔ اور تمام اخبارات مین دشمنون کو ہلاک کرنے کے واسطے خسپ ایل اپیل شایع کیا گیا ہے۔

دریائے یالو پر جو دو ہزار روسی سپاہی و تیغ کئے گئے ہین اور جہاز اور تارپیڈو وغیرہ غرق کئے گئے ہین۔ سے ہمارے جہازون اور سپاہیون کو سبق سیکہنا چاہئے کہ انہین ذلیل جاپانیون کے ساحلون پر کیسی بربادی اور ستمگری کے جوہر دکہانے چاہئین۔ اس ملک کے سپاہی روسیون کے جدید تیغ خون بہانے کیواسطے بہیجے گئے ہین۔ لہذا انہین اس کے واسطے کمین موقع نہین دینا چاہئے۔ ایسا کرنا مطلق گناہ مین داخل نہین۔ ہمین لڑنا چاہئے۔ اور روسیون ایسے صدمے پہنچانے چاہئین کہ ان کا کچہ ہی نکل جائے اور پہر سر اٹھانے کے قابل نہ رہین اب وقت ہے کہ روسی جہاز سمندر مین جا کر جاپانی قصبات کو جلا کر راکھ کر ڈالین اور اس کے ساحلون پر بلائے بے درمان کیطرح پہیل جائین اور اپنے دل مین کسی وسوسہ کو مطلق جگہ نہ دین۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عیسی مسیح اور بدھ کے پیرؤون نے تاخت و تاراج۔ ہلاکت۔ ریاکاری چوری اور دغا کا بازار گرم کر دیا ہے۔

زار روس جو اس تمام خون خرابہ کے ذمہ وار ہین فوجون کا معائنہ کر کے ان کا شکریہ ادا کرتے ہین۔ انعام و اکرام دیتے ہین۔ اور ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہین۔ اور بعض اعلیٰ خواتین اور افواج کو منگانے کے واسطے فرمان جاری کرتے ہین۔ اور انکی عقیدتمند رعایا بار بار اپنی تمع محبتان کے زیر اقتدار کرتی ہے اور محنتی لوگ اپنے بڑہے والدین سے اور روزی کمانے والے یتیم خاندانون سے موت کے بیابان مین جہونکنے کیواسطے جدا کئے جاتے ہین۔ اور اخبار نویس لوگون سے روپیہ بٹورنے کیواسطے شرمناک زبون کو بے کھٹکے وہوم دہڑکے کی فتوحات بیان کر رہے ہین اور جسقدر زیادہ روپیہ صرف کیا جاتا ہے اسیقدر زیادہ اون سے تحویلدارون کی چاندی ہے جن کو اس سرگرمی اور مصروفیت مین کوئی پوچہنے والا نہین کہ تمہارے منہ مین کے دانت ہین اور فن ہلاکت کے اعلیٰ یافتہ لوگون مین ہلاکتون کی خبرین سنکر اس لئے خوش ہوتے ہین کہ ان کے واسطے اسی قدر ساسامان خوش ہو رہا ہین۔ پادری معصوم لوگ ہون کے واسطے اعمال نیک پڑہتے ہین اور خونریزی کیواسطے خدا کی مدد مانگتے ہین۔ اور اپنے اشتہون مین صاحب اسکا خون آلودہ میدانون مین جانون کو زیادہ تر جرائم کرنے کی ترغیب و تحریص دلا رہے ہین۔

یہی حال جاپان مین ہے۔ جہان سپاہی فتوحات سے حوصلہ پا کر جوش و خروش سے بڑہتے جا رہے ہین اور شہنشاہ کمیدو بہی اپنے سپاہیون کی داد دینے مین مصروف ہین اور جرنیل اپنے اپنے کارنامون کی وجہ سے جامون مین پہولے نہین سماتے اور اخبار نویس بہی اسیطرح جہوٹے اور بہتان مشتہر کر رہے ہین اور بدھ مذہب کا پیشوا سومین شان کو جو تشبیہ و صورون پر حکمران ہے۔ باوجود پابند شادی کرلینے کے گو بدھ نے مہاتما نے انسانون کو ہلاک کرنے کا حکم دیا ہوا ہے مگر انہون نے اس کے ساتھ ہی یہ بہی فرمایا ہوا ہے کہ جب تک کہ سب لوگون کے دل مین بے حد محبت سرایت نہ کرے۔ انہین چین نہین آئیگا لیس اس مدعا کو پورا کرنے کیواسطے لڑنا اور مرنا اور مارنا ضروری ہے

اس سے پہنچتے ہین۔ کہ گویا عیسی اور بدھ مذہب کی تعلیم کی شادی دنیا کے سطح پر کبہی نہین ہوئی اور انسانی برادری محبت۔ رحم و شفقت کی آواز ان کے کانون مین کبہی نہین پڑی۔ حالانکہ جاپانیون اور روسیون کا بچہ بچہ اپنے بزرگون کی تعلیم و تلقین سے واقف ہے اور پہر بہی انکی عقل پر ایسے پتہر پڑے ہوئے ہین کہ جنگلی حیوانون بلکہ ان سے بہی بدتر مخلوقات کیطرح حتی المقدور جانین تلف کرنے پر تلے ہوئے ہین۔ اور ان کے خون آشام اسلحہ سے ہزارون انسان سسکتے اور تڑپتے۔ جاپانی اور روسی ہسپتالون مین جان توڑ رہے ہین۔ اور تب اپنے دلون سے پوچہتے ہین کہ کیون اس دردناک نزع کے مورد ہوئے؟ اور اسیطرح ہزارہا عزیز زمین کے اندر اور اوپر اور سطح سمندر پر گلتی سڑتی دکہائی دیتی ہین یا زیر خاک پڑی ہین۔ اور ہزارہا بیوہان بچے۔ والدین اپنے رزق کمانے والون کی جانون کو رو رہے ہین تاہم جنگ کی بانیون کے نزدیک یہ کچہ مضایقہ نہین۔ نئے جوان نئی وردی اور نئے اسلحہ اور نئی امنگون اور نشے والون کے ساتھ میدان کارزار کو روانہ کئے جاتے ہین اور ان کا تخمینہ ہے کہ یہ ہزار ہزار جوانون کی تباہی مین ایک منٹ بہی وقفہ نہ پڑے تو بہتر ہے۔ دوسری طرف جاپانی بہی اسی فکر کے ہوائی قلعے بنا رہے ہین کب وہ وقت آئیگا جبکہ اپنی جانون کے دشمن غریب کے سر اب سے نکل کر علانیہ یہ کہنے لگین گے کہ "اے مردہ دل نادر۔ کمیڈو۔ وزراء۔ مشیر پادری۔ مذہبی پیشوا۔ جرنیل اور اخبار نویس وغیرہ وغیرہ خود توپون کے دہانون مین جاؤ اور اپنے گلے کٹاؤ۔ اب ہم نہین جانا چاہتے اور ہرگز نہین جائین گے"۔

ہمین امن سے قلعہ بندی کرنے پر ہیچ ہونے اور عمارات بنانے دیجئے اور آپ جیسے نکمے کاہلون کے بہی پیٹ بہرنے دیجئے اب یہ کہنے کیواسطے نہایت موزون وقت ہے۔ جبکہ صدہا ہزارہا مائین۔ بیویان اور بچے اپنے رزق کمانیوالون کو رو رہے ہین ان لوگون کی ایک بڑی جماعت لکہہ پڑہ سکتی ہے۔ اور اقصائے مشرق مین جو کچہ ہو رہا ہے اسے واقف ہے اور جانتی ہے کہ اس جنگ مین روسیون کا مطلق کوئی فائدہ نہین۔ اور صرف اجنبی ملک مین سوداگری کرنے والون اور جنگلات کے اجارہ دارون کا فائدہ ہے جنکی خاطر اس ملک مین ریلوے تیار کی گئی ہو نیز یہ جانتے ہین اور جان سکین گے کہ یہ قصاب خانہ مین بہیڑون کی طرح ذبح کئے جائین گے کیونکہ جاپانیون کے پاس نئی ایجاد کے اسلحہ موجود ہین جو روسیون کو ابہی نصیب نہین اور نہ ہی روسی حکام کو ان کے بہم پہونچانے کا کبہی خیال آیا ہے۔ ان تمام باتون کو مدنظر رکہ کے یہ قدرتی طور پر کہنا چاہئے کہ اسے آذوقہ کے سپہر منے والو تم خود ہی میدان معرکہ مین جاؤ ہین کے واسطے یہ جنگ ضروری ہے۔ اور اسکو جائز ٹہیراتے ہو۔ تم خود ہی جاپانیون کی گولیون اور سنگینون کا مقابلہ کرو۔ کیونکہ ہمارا موت کو منہ مین جانا ضروری ہی نہین بلکہ ہماری سمجہ مین نہین آتا کہ یہ معرکہ کس کے واسطے ضروری ہے مگر افسوس لوگ یہ نہین کہتے ضرور جاتے ہین اور جائین گے۔ اور اسوقت تک جاتے رہین گے جب تک ان کو اس شخص کا ڈر ہے جو صرف ان کے جسمون کو تباہ کرتا ہے۔

ان کی دلیل یہ ہے کہ بیشک جینا ہو کے معرکون مین ہمین ہلاک ہونے کا ڈر ہے۔ یا جہان کہین ہماری قسمت مین لیجائے گی ہم موت کے منہ مین ہون گے۔ مگر پہر بہی کچہ نہ کچہ تو اپنے جانبر ہونے کی اور اس کے ساتھ ہی انعام و اکرام اور عظمت و شوکت حاصل کرنیکی بہی توقع ہے اور ممکن ہے کہ ہم ان ملاحون کیطرح روس مین حلوا منڈا اڑائین۔ جو جاپانیون کی گولہ سے بچ رہے ہون۔ حالانکہ اگر ہم جنگ مین شریک ہونے سے انکار کرین تو یقیناً جیلخانون مین ڈالے جائین گے۔ بہوک پیاس سے ہلاک کئے جائین گے یا صوبہ کوہستان کو جلاوطن کئے جائین گے۔ اور عجب نہین کہ فوراً ہمین تہ تیغ کئے جائین۔ اس بارہسی سے یہ لوگ معقول زندگی کو خیرباد کہکر اپنی رزق دہرتی بیویون بچون سے رخصت ہوتے ہین

کل مجہے اہتیا طیہ فوج کا ایک سپاہی ملا۔ اسکی ماں اور بیوی اس کے ساتھ تہی۔ یہ تینون ایک گاڑی مین سوار تہے۔ اس کی بیوی کا چہرہ گریہ و زاری سے سوجا ہوا تہا۔ اور یہ شخص میری طرف متوجہ ہوا:-

سپاہی:- "لیوف نکولاچ ہمارا آپکو آخری سلام ہے۔ ہم اقصائے مشرق کو جاتے ہین"

مین:- "اچہا آپ میدان معرکہ کو جاتے ہین"

سپاہی:- "یہ تو فرمائیے کسی شخص کو لڑائی کو واجب ہے؟"

مین:- "لڑائی کرنا مطلق ضروری نہین!"

اس نے کچہ دیر غور کیا اور پہر کہا کہ "لیکن ہمکو کیا کرنا چاہئے۔ کہان بہاگ کر جائینگے؟"

مین نے دیکہا کہ میری بات اسکی سمجہ مین آگئی ہے اور اس کے ذہن نشین ہو گیا ہے کہ جس کام کے واسطے بہیجا جاتا ہے بہت برا ہے۔

"کہان کوئی شخص بہاگ سکتا ہے؟" جس کا سرکاری اور اخباری دنیا مین مفہوم لیا جاتا ہو کہ "ایمان کی خاطر اور زار اور رعایا ملک کے واسطے" (جان دینی لازم ہے) جو لوگ اپنے خاندانون کو چہوڑ کر موت کے منہ مین جاتے ہین کہتے ہین کہ "کہان کوئی شخص بہاگ سکتا ہے؟" اور جو لوگ آرام و آسایش سے محلون مین رہتے ہین ان کا قول ہے کہ تمام روسی اپنے واجب التعظیم بادشاہ اور روس کے عزت و احتشام کیواسطے اپنی جانین دینے کو تیار ہین۔

کل ایک واقف دہقان کیطرف سے میرے پاس دو خط موصول ہوئے انہین کہا ہے کہ "پیارے لیوف نکولاچ آج میرے پاس لڑائی مین جانے کیلئے سرکاری فرمان پہنچا ہے کل ہیڈ کوارٹر مین حاضر ہونا ہے۔ بس یہی ہے اور اس کے بعد اقصائے مشرق مین جا کر جاپانیون کی گولیان کا شکار بننا ہوگا"

"مین اپنے اور اپنے خاندان کے رنج کا آپ سے تذکرہ نہین کرونگا تاہم آپ میری پوزیشن اور جنگ کے خطرون کو خوب سمجہ سکتے ہین بہت ہی سنگدل ہے کہ آپ اس کا دردناک قصہ بیان کر سکے مین اور آپ سب کچہ سمجہتے ہین۔ مین آپ سے ملکر

کو کسی خاص بوتے کی ناراضگی کی طرف منسوب کرنے میں اون کے واہی تباہی اعتقادات میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ آدمی ابتدا میں برف آسمان میں رہتے تھے اور زمین کو پانی نے گھیر رکھا تھا۔ پھر آسمان زمین پر آگیا۔ ان کا گمان ہے کہ ایک گرز لڑا ان سے دیوتا نے پیدا کیا ہے ان کے اعتقاد میں بارش کا ایک خاص دیوتا ہے جس کی پوجا پتھر کی شکل میں کرتے ہیں جب بارش زور سے برسے تو اس پتھر کو آگ میں ڈالدیتے ہیں اون کا اس سے گمان ہوتا ہے کہ اس سے بارش بند ہو جاویگی اور جب قحط اور خشک سالی ہو تو اس پتھر کو پانی میں ڈالدیتے ہیں اون کا گمان ہوتا ہے کہ اس عمل سے بارش برسے گی۔

ہمارے ملک بالخصوص اضلاع سرحدی میں یہ رسم ہے کہ جب خشک سالی ہو تو کسی ولایت کی عورات اکٹھی ہو کر اول مویشی کو پانی پینے سے روکتی اور کسی رئیس یا ملا و فقیر پر پانی ڈالتی ہیں اس سے اون کا گمان ہوتا ہے کہ بارش برسیگی اے جہالت تیری ستیاناس۔
(اسسٹنٹ ایڈیٹر)

طاعونی کیڑے اور ان سے بچنے کی تدابیر

طاعونی کیڑون کا علم اسی صدی کی نئی دریافت شدہ امور میں سے ہے کہ پہلی زمین لوگون کو اس بات کا علم نہ تھا کہ طاعون اور ہیضے اور سل وغیرہ امراض کے کیڑے ہوتے ہیں۔ آجکل جملہ امراض کے کیڑے اور انکی شکلیں حکمائے فرنگ نے دریافت کرلی ہیں۔

سنہ ۱۸۹۴ء تک طاعونی کیڑون کا کسی کو علم نہ تھا اسی سال میں دو اشخاص ڈاکٹر رسین باشندہ آسٹریلیا اور ڈاکٹر کیتا زاتو باشندہ جاپان نے طاعونی کیڑے دریافت کئے۔

طاعون کا کیڑا بہت باریک اور ہر دو طرف سے گول ہوتا ہے دوسری امراض کے کیڑون کی طرح طاعونی کیڑا پانی سے ادہر ادہر منتقل نہیں ہوتا اور نہ ہوا میں اڑتا ہے بلکہ طاعون زدہ مقامات سے کھٹمون اور حشرات الارض اور آدمیون اور جانورون اور دیگر ایسے اسباب کے ذریعہ طاعونی کیڑے منتقل ہوتے ہیں۔ طاعون سے بچنے کیلئے لازم ہے کہ کثرت استغفار و عجز و انکسار بحضرت پروردگار اور لباس و جسم کو صاف رکھنے کا اہتمام اور گندا ہونے اور طاعون زدہ مقامات اور اشخاص اور علم مخطون اور کثرت طعام سے پرہیز کرنیکا التزام کیا جاوے۔ اور جسم و طبیعت کو کمزور کرنے والے اسباب اور کثرت بیداری اور سخت کام اور نشہ آور اشیاء سے پرہیز کیا جاوے اور الہام حضرت مسیح الموعود والمہدی المسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تسبیح یا بعد ارکی کے ساتھ

رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِي وَانْصُرْنِي وَارْحَمْنِي۔ کا ورد صدق دل سے کیا جاوے

لیس الحافظ الا اللہ

علمی خبرین

برید الحمام — کبوتری ڈاک

جنوبی امریکہ مقام کولمبیا سے زیلانڈ جدید تک براہ اوقیانوس ایک ہزار میل کا فاصلہ ہے بعض اشخاص کیطرف سے ان دو مقامون کے درمیان کبوتر ڈاک جاری کیجاتی ہے اس مسافت کو کبوتر تین دن میں طے کرتا ہے۔ رفتار فی گھنٹہ پندرہ میل

اسرع قطار
تیز رفتار گاڑی

مسٹر اڈیسن باشندہ امریکہ آجکل ایک ایسی کل کے ایجاد کرنے میں مصروف ہیں جس کی رفتار فی گھنٹہ ڈیڑھ سو میل ہو۔

سویرے سونا سویرے جاگنا تجربہ سے معلوم ہوا کہ جو لوگ سویرے سوتے اور سویرے جاگتے ہیں وہ اکثر تندرست اور دراز عمر ہوتے ہیں۔

سوداگر اور کسان کی عمر اہل حفظان صحت کو تجربے سے معلوم ہوا ہے کہ تاجر کی عمر بہ نسبت کسان کی عمر کے ½ ہوتی ہے۔

بچون کا نشو و نما بچون کا نشو و نما بیشتر حالت نیند میں ہوتا ہے۔

عمر درخت سنگترہ و نارنگی نارنگی و سنگترے کا درخت ایک سو پچاس سال تک پھل دیتا ہے۔

وسائل انتشار و نمائے امراض مچھرون کی پیدائش و نشو و نما ہونے اور تالابون کے کنارون اور گندہ و مرطوب گلی کوچون میں ہوتی ہے جو وبائی امراض کے سکروب یعنے کیڑون کو انسانون تک پہونچاتے ہیں

دماغ الانسان ایک ڈاکٹر جرمن ہیگہ و سکو باشندہ جرمن نے انسانی دماغ کی باریک بین نظر دقیق و بسیط تفتیش و بحث کے بعد معلوم کیا ہے کہ انسانی دماغ ۳۰۰۰۰۰۰ عصبون اور تارون سے بنا ہوا ہوتا ہے۔

سرحد کابل ۔ سرحد کابل پر تشویش انگیز افواہ اڑ رہی ہے کہ ملا ٹاڈا کے پیرو ٔن کو سرحد کابل پر فساد کرنے کی اشتعال کی دیگئی ہے۔

طاعون ۔ گذشتہ ہفتہ کل ہندوستان میں ۱۶۴۳۱ سولہ ہزار چار سو اکتالیس موتیں طاعون سے ہوئیں۔ اس سے پہلے ہفتہ میں ۱۳۶۳۳ موتیں ہوئی ہیں

کرزن گزٹ دہلی میں ہمیشہ رطب و یابس مضامین کے علاوہ حیرت صاحب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیان دیکر اور ان کے حق میں سب الفاظ اور دشنام و افترا اور غیر واقعہ باتون کو شائع کرنیکا اخباری دنیا میں ٹھیکہ لے رکھا ہے بالفعل ہم ان کے بدلہ میں صرف یہی کہنا چاہتے ہیں کہ

گالیان سن کے دعا دیتا ہون ان لوگونکو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہمنے

چونکہ حیرت صاحب بموجب کل اناء یترشح بما فیہ کے اظہار میں سرگرم ہیں جب وہ بزرگان دین کو گالیان دینے اور سب الفاظ کے استعمال سے سیر ہو جاویں گے تو پھر ہم ان پر ریمارک کرینگے۔

کرزن گزٹ میں مذکورہ بالا اوصاف کے علاوہ استفتا و فتاوی کا بازار بھی بارونق پڑا ہے چنانچہ کرزن گزٹ مورخہ ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء میں کسی مولوی صاحب کا فتوی شائع ہوا ہے وہ یہ ہے

نکاح زوجہ مفقود الخبر

زوجہ مفقود الخبر جب تک کہ اس کے زوج کی موت یا طلاق ظاہر نہ ہو یا نوّے برس اسکی عمر کو گذر جاوین اور بعد وقت ظہور موت و طلاق و انقضائے مدت عمر معینہ شوہر کے عدت اپنی پوری نہ کرلے جیسا کہ عبارات آئندہ و احادیث و فقہ سے مفہوم ہوتا ہے۔ قال علیہ السلام فی امرأۃ المفقود انھا امرأتہ حتی یاتیھا البیان وقال علی ھی امرأتہ ابتلیت فلتصبر حتی یستبین موت او طلاق رواہ عبدالرزاق باسناد الصحیح وفی الدر المختار ولا یفرق بینہ ولو مضی اربع سنین وفی الھدایۃ والا رفق ان یقدر بتسعین واذا حکم بموت اعتدت امرأتہ عدۃ الوفات من ذالک الوقت

پس اب جواب سوال مندرجہ کرزن گزٹ مطبوعہ تاریخ ۲۳ ستمبر بخوبی روشن ہوا کہ یہ نکاح درست نہیں۔ (شاہ محمد حبیب اللہ۔ ساکن محل)

(اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم) مفتی صاحب نے عربی عبارت کا ترجمہ نہیں کیا ہم برائے فائدہ عام اردو میں ترجمہ کرکے پھر اوس پر ریمارک کرتے ہیں۔

ترجمہ۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ عورت اس مفقود الخبر شخص کی ہے جب تک اس عورت کو کوئی کھلا بیان نہ ملے اور علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جس عورت کا شوہر گم جاوے وہ مصیبت میں مبتلا ہو گئی ہے اس کو اپنے شوہر کی موت یا طلاق تک صبر کرنا چاہئے اور در مختار میں لکھا ہے کہ اس عورت اور اس کے گم شدہ شوہر کے درمیان جدائی کا حکم نہ جاری کیا جاوے اگرچہ چار سال گذر جاویں اور ہدایہ میں لکھا ہے کہ سب سے بہتر بات یہ ہے کہ وہ عورت بمقدار نوّے سال کے دوسرا نکاح نہ کرے اور اس کے بعد مفقود الخبر کی موت کا حکم دیا جاویگا اور وہ عورت اس حکم کے اجرا کے بعد عدت میں بیٹھے اور عدت کے گذرنے کے بعد نکاح کرے۔

ہم اس بارے میں قرآن کریم کی چند آیات پیش کرتے ہیں۔ آگے اس قسم کی احادیث موضوعہ اور اقوال غیر معتبرہ کی کچھ حیثیت نہیں پبلک کو اوس حدیث و فقہی قول کی پیروی کرنی چاہئے جن کی موافقت قرآن کریم میں پائی جاوے کیونکہ جب حدیث اور فقہی قول کی موافقت قرآن کریم سے نہ ہو وہ نہ حدیث نبوی ہے اور نہ کسی معتبر فقیہ کا استنباط۔ قال اللہ تعالیٰ۔ فَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوا وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ۔ جزو دوم۔ **ترجمہ**۔ اور جب تم اپنی عورتون کو طلاق دینے لگو اور وہ عورتیں (پہلی یا دوسری طلاق کی) کامل میعاد عدت تک پہونچ جاوین) تو ان عورتون کو (اگر صلح ہو جاوے) اچھی طرح اپنے گھر میں آباد کرو یا ان کو اچھی طرح سے رخصت کردو اور ان عورتون کو دوسرے نکاح سے مت روکو کہ نہ تم ان کو طلاق دیتے ہو اور نہ آباد کرتے ہو یہ بات ان کیلئے ضرر پہونچاتی ہے اور تم خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ حد سے باہر نکلنے کے مجرم ٹھہرتے ہو جس شخص نے ایسا کام کیا اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ پچاس سال قبل ازین ملکون میں ڈاک و جہازون وغیرہ کا انتظام نہ تھا اس وقت اگر کوئی شخص کسی ایک ملک کو بہ نیت تجارت وغیرہ جاتا تھا تو خبر کا پہونچانا مشکل و متعسر تھا مگر آجکل دنیا کے ایک سرے کی خبر دوسرے تک ایک منٹ کے اندر پہونچ جاتی ہے بذریعہ تار۔ ڈاک ریل اللہ تعالیٰ نے اس قسم کا کوئی عذر باقی نہیں چھوڑا۔ قال اللہ تعالیٰ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا۔ خداوند تعالیٰ کسی جی کو اوسکی طاقت سے بڑھکر تکلیف نہیں کرتا۔

جب کسی جوان عورت کا شوہر کہیں چلا جاوے اور وہ اپنی عورت کو اپنی زندگی کی خبر کئی سال تک بذریعہ خطوط وغیرہ نہ پہونچاوے تو کیا یہ بات اس عورت کے حق میں تکلیف ما لا یطاق میں داخل نہ ہوگی اور کیا وہ شخص ظالم اور خداوند تعالیٰ کی حد سے نکلنے والا نہ کہلائیگا بعد تفتیش و تحقیق ایسے معاملہ میں عورت کو خود مختار کرنا چاہئے۔